مجھے جستجو ہے"۔

---

(۲)

یہ مردِ درویش، جس کے دامن میں بادشاہِ وقت اپنے دلِ مضطر کا سامانِ تسکین ڈھونڈھنے آیا ہے قرآن کریم کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ آج اس کی زندگی کتنی پاکیزہ اور تقویٰ و صلاح سے مزین ہے، مگر ایک زمانہ اس پر ایسا بھی گزرا ہے، جب یہ انسانیت کے عزو شرف سے محروم، کج روی اور غلط کاری کی پستیوں میں گرا ہوا تھا۔ غارت گری اور راہزنی اس کا پیشہ تھا۔ ابی ورد اور سرخس کا درمیانی علاقہ اس کی ترکتازیوں کی جولاں گاہ تھا۔ ادھر سے گزرنے والا کوئی قافلہ اس کی دستبرد سے بچنے نہ پاتا۔ قرب و جوار کے علاقے میں اس کی دہشت اس طرح دلوں پر طاری تھی کہ لوگ اس کا نام سنتے ہی لرز اٹھتے، لیکن پھر ایک دن اچانک اس کے شب و روز میں انقلاب رُونما ہو گیا........ ایک عجیب و غریب انداز سے۔

قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا۔ دوسرے راہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح فضیل کے شب و روز بھی لوٹ مار، قتل و غارت گری اور سلب و نہب سے عبارت تھے، جیسا کہ ان ذمائم کا خاصہ ہے، قلب و نظر کی آوارگی اور اخلاق باختگی عموماً ان کے جلو میں آتی ہے۔ فضیل ایک لونڈی کے تیرِ نگاہ کے گھائل ہو گئے۔ لوٹ مار اور قتل و غارت سے فراغت ملتی تو رات کی تاریکیوں میں چوری چھپے اس سے جا کر ملتے۔ ایک رات اس کے گھر کی دیواریں پھاند رہے تھے کہ کانوں میں آواز آئی۔ کوئی شخص قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ پڑھنے والا پڑھ رہا تھا اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ "کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جائیں" (الحدید ۵۷: ۱۶)

ایک عجیب گھڑی اور طرفہ اتفاق تھا۔ رات کا ہیبت ناک سناٹا چار سو طاری تھا۔ ایک تو خود آیت ہی بڑی اثر انگیز تھی۔ اس پر پڑھنے والے کی سوزِ دل و جگر سے مملو آواز، غفلت و سرمستی کے پردے چیرتی ہوئی دل کی گہرائیوں میں اتر گئی۔ بڑھتے ہوئے قدم رک گئے، دل سے ملامت بھری ہوک اٹھی، آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور زبان بے اختیار پکار اٹھی: "کیوں نہیں، میرے پروردگار! وقت آگیا ہے۔"

اسی وقت کمین گاہ کی طرف لوٹے، راستے میں ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے پڑا تھا۔ اہل قافلہ آپس میں محوِ گفتگو تھے، کچھ لوگ کہہ رہے تھے، اب یہاں سے کوچ کرنا چاہیے۔ کچھ کی رائے تھی رات یہیں گزارنی چاہیے۔ فضیل گھات میں بیٹھا ہوگا، دیکھتے ہی ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔ ان کی اس گفتگو نے فضیل کے

دل و دماغ کی دنیا کو گویا جھنجھوڑ ڈالا۔ سوچنے لگے : میری راتیں گناہوں میں کٹتی ہیں، مسلمان مجھ سے خوفزدہ اور نالاں ہیں، وہ میری بدولت بے خوفی سے نہ سفر کر پاتے ہیں نہ قیام۔ کیا مجھے ان مشاغل سے باز نہیں آجانا چاہیے؟ ان کے دماغ نے سوال کیا۔ اور دل کی زبان نے ترجمانی کرتے ہوئے جواب دیا ـــــ "اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں، اور گناہوں کی یہ زندگی تج کر کے تیرے گھر کا جوار اختیار کرتا ہوں۔"

اب فضیل، وہ فضیل نہیں رہے تھے۔ ان کی زندگی کی کایا پلٹ چکی تھی، پتھر دلؑ موم ہو چکا تھا۔ غفلت کیشی اور لذت پرستی کے بجائے اللہ کی محبت اور اس کا خوف ان کے دل میں گھر کر چکا تھا۔ اب ان کی راتیں عبادت گزاری اور دن حصولِ علم میں گزرتے۔ قرآن اور حدیث کے بڑے بڑے ائمہ ان کے استاد تھے۔ سفیان ثوری، اعمش، یحییٰ بن سعید الانصاری، محمد بن اسحاق، حمید الطویل ... یہ وہ بحر زخار تھے جن سے فضیل سیراب ہوئے۔ اور اب علم و فقہ کی ان بلندیوں پر پہنچ گئے ہیں کہ بڑے بڑے ہم عصر علما ان کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے شیخ سفیان الثوری بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ کردار کی عظمت و طہارت کا یہ عالم ہے کہ علم و عمل کے کوہ ہائے گراں انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ابنِ مہدی کہتے ہیں: فضیل مرد صالح ہیں۔ عجلی کوفی کو آپ یہ کہتے سنیں گے: فضیل ثقہ، عبادت گزار اور مرد صالح ہیں۔ شریک کہتے ہیں: ہر قوم کے لیے اپنے دَور میں کوئی نہ کوئی شخص حجت ہوا کرتا ہے، اور فضیل اپنے عہد کے لوگوں کے لیے حجت ہیں۔ عبداللہ ابن مبارک کہتے ہیں: فضیل سے بڑھ کر افضل شخص روئے زمین پر کوئی نہیں۔

سب سے بڑی شہادت ایک شخص کے غلام یا خادم کی ہو سکتی ہے، جس کو اپنے آقا کی خوبیوں اور کمزوریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ فضیل کے خادم ابن الاشعث کہتے ہیں: "میں نے فضیل سے بڑھ کر کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کے دل میں اللہ کا خیال جاگزیں ہو۔ فضیل کی مجلس میں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا وہ قرآن سنتے ہیں، تو ان پر خوف و حزن غالب آجاتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور یوں زار و قطار روتے ہیں کہ حاضرینِ مجلس ان کی حالت پر ترس کھانے لگتے ہیں"۔

فضیل اپنی توبہ کے مطابق بیت الحرام کے جوار میں رہتے ہیں۔ بلادِ اسلامی کے دُور دراز گوشوں سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، اور زندگی کی تب و تاب حاصل کرتے ہیں۔ زہد و تورع اور شب زندہ داری تو خاصانِ خدا کی عمومی خصوصیات ہوا کرتی ہیں۔ فضیل، اکلِ حلال کے اہتمام میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ بشر بن الحارث کہتے ہیں: فضیل کا شمار ان دس آدمیوں میں ہوتا ہے، جو اکلِ حلال کے سوا

اپنے پیٹ میں کوئی چیز جانے نہیں دیتے۔

ذکرِ الٰہی فضیل کے نزدیک اصل زندگی ہے، اور اس سے محروم رہنے والی ساعتیں باعثِ حزن و ملال ہیں، ایسی ساعتیں انسان کو ریاکاری اور تصنع کا خوگر بناتی ہیں، اور خلوص اور رضائے الٰہی سے بیگانہ کرتی ہیں۔ ایک مرتبہ سفیان ثوری اور فضیل مل کر رات بسر کرتے ہیں۔ باہمی مذاکرات میں رات کٹ جاتی ہے، صبح ہوتی ہے تو سفیان کہتے ہیں: "آج رات خوب بسر ہوئی، زندگی میں ایسی ساعتیں کم ہی میسر آتی ہیں۔" فضیل کہتے ہیں: "آج کی رات بڑی ہی بُری رات تھی، اللہ ایسی ساعتوں سے بچائے"۔ سفیان تعجب سے پوچھتے ہیں: "یہ کیسے؟" فضیل کہتے ہیں: "اگر ہم یکجا نہ ہوتے تو دونوں کی شب بیداری اللہ کے لیے ہوتی، ہر ساعت اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے میں گزرتی، لیکن آج رات بھر آپ کو یہ خیال دامن گیر رہا کہ کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے میں کبیدہ خاطر ہوں۔ اسی طرح مجھے آپ کی رضامندی اور خوشنودی کی فکر رہی۔"

فضیل کی بلند نگاہی، خدا ترسی، سیر چشمی، اپنے اللہ پر اعتماد، توکل اور ماسوا سے بے نیازی کا اندازہ اس گفتگو سے کیا جاسکتا ہے جو ہارون الرشید سے ان کی ہوئی۔ اس گفتگو سے ان کے طرزِ فکر اور افتادِ طبع کا بھی پتہ چلتا ہے۔ بادشاہِ وقت ان کے دروازے پر حاضر ہوتا ہے، لیکن اپنے بعض ہم عصروں کے برعکس جن کی علمی عظمت میں بلا شبہ کوئی کلام نہیں، وہ اس سے بے نیازی برتتے ہیں۔ آگے بڑھ کر خوش آمدید کہنے کے بجائے خود ان سے کترانے کی کوشش کرتے ہیں، اور پھر جو پند و نصیحت کرتے ہیں، اس میں مطلقاً اس امر کا لحاظ نہیں کرتے کہ ایک بادشاہ سے ہم کلام ہیں۔ لگی لپٹی بغیر دوٹوک اور واضح باتیں کہتے ہیں۔ اسے اس کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہیں۔ اور اس روز کا خوف دلاتے ہیں جب وہ ان ذمہ داریوں کی جوابدہی کے لیے اللہ کے حضور پیش ہوگا۔ اس کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہیں۔ کہتے ہیں تم نے اپنے گرد و پیش جس قسم کے لوگ اکٹھے کر رکھے ہیں، جن کے مشوروں پر تم اپنے عمل کی بنیاد رکھتے ہو، وہ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ آج وہ تمہارے اردگرد اس لیے جمع ہیں کہ اقتدار تمہارے پاس ہے، کل جب یہ اقتدار چھن جائے گا اور تم بارگاہِ الٰہی میں اپنے کارنامہ ہائے حیات کا حساب دینے کھڑے ہوگے، تو یہ تمہارے قریب بھی نہ پھٹکیں گے۔ تمہارے ساتھ ان کی محبت کے دعوے جھوٹے اور والہیت و شیفتگی کی باتیں دھوکا ہیں۔ قیامت کے روز یہ تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔

کاروبارِ مملکت کے سلسلے میں تمہارا منہاجِ عمل اور خلقِ خدا کے ساتھ سلوک ایسا ہونا چاہیے جس سے قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے محفوظ رہ سکو۔"

ہارون ایک خطیر رقم نذر کرتا ہے، تو اسے قبول کرنے سے انکار کردیتے ہیں۔ کہتے ہیں: "مجھے اس کی کوئی

احتیاج نہیں ۔ اللہ نے میری ہر احتیاج پوری کرنے کا خود وعدہ فرمایا ہے ۔ میرا کام یہ ہے کہ اس کے وعدے کی صداقت پر ایمان رکھوں اور اس کا مطیع و فرمانبردار بندہ بن کر زندگی گزاروں۔"

فضیل علمائے سُو سے بچنے کی اکثر تلقین کرتے ہیں۔ ایک بار ارشاد فرمایا: "علمائے سُو سے احتراز کرو۔ یہ اگر تم کو دوست رکھیں گے، تو تمھاری تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں گے۔ جس کے تم سزاوار نہیں ہو اور اگر تم سے خفا ہوں گے، تو تمھارے خلاف جھوٹی شہادت تک دینے سے گریز نہیں کریں گے ۔ اور وہ شہادت مان لی جائے گی۔"

ایک مرتبہ فرمایا: --- "غیبت علماء سو کا میوہ ہے، جس سے وہ اپنے کام و دہن کو لذت بخشتے ہیں۔"

ایک بار سفیان بن عیینہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، تو فرمایا: "اے علما! تم شہروں کے چراغ تھے جن سے لوگ اکتساب نور کرتے تھے ۔ اب تمھارے دامن میں تاریکی کے سوا کچھ نہیں رہا۔ پہلے تم ستارے تھے، مگر اب سیاہ گھٹا بن چکے ہو ۔ جب تم حکام کے پاس جاتے ہو اور ان سے مال لیتے ہو تو کیا تمھیں شرم نہیں آتی؟ کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ مال و زر انھوں نے کہاں سے اور کیسے حاصل کیا؟ پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم اپنی مسندوں پر ٹیک لگا کر بیٹھتے ہو اور کہتے ہو: حدثنی فلان عن فلان (یعنی احادیث رسولؐ بیان کرتے ہو)۔"

علمائے حق اور علمائے سو کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی: "علمائے حق منکسر المزاج اور رقیق القلب ہوتے ہیں اور علمائے دنیا مغرور و متکبر، اور وہ عام لوگوں کو فرومایہ سمجھتے ہیں"

فضیل کے اقوال عارفانہ ژرف نگاہی اور گہرے مشاہدات پر مبنی ہوتے ہیں، کہتے ہیں:

- جب اللہ کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو مصائب اور رنج و حزن سے اسے آزماتا ہے اور جب دشمن بناتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔
- زبان سے اظہار محبت کرنے اور دل میں دشمنی رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔
- دو عادتیں دنیائے دل کو تباہ کر دیتی ہیں۔ ایک بہت کھانا دوسرے بہت سونا۔
- اگر مجھ سے کہا جائے، ایک دعا مانگو جو ضرور قبول ہو گی، تو میں بادشاہ کی اصلاح کے لیے دعا مانگوں گا۔ کیونکہ اس کی اصلاح رعایا کی اصلاح ہے اور اس سے ایک دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔
- ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے، عقل کی زکوٰۃ غم ہے۔
- دنیا ایک پاگل خانہ ہے اور اس میں لوگ دیوانوں اور پاگلوں کی مانند پابہ زنجیر مقید ہیں۔
- توکل یہ ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے اور اس کے ماسوا کسی سے نہ ڈرے۔

- اگر تم رات کو اٹھ کر نفل پڑھنے اور دن کو روزہ رکھنے پر قادر نہیں ہو، تو سمجھ لو کہ حرماں نصیب ہو اور گناہوں نے تمھیں گھیر لیا ہے۔
- جو شخص چاہتا ہے کہ لوگ اس کی باتیں سن کر واہ واہ کریں، تو اس کا دامن زہد و ورع سے خالی ہے۔

شیخ الاسلام امام القدوہ فضیل بن عیاض بن بشر التمیمی الیربوعی، ابو علی الزاہد الخراسانی سے اور وہ اپنے شیخ اعمش سے ایک حدیث رسولؐ روایت کر رہے ہیں: "ام بشرؓ کہتی ہیں، رسول اللہؐ میرے کھجوروں کے باغ میں تشریف لائے، فرمایا: یہ باغ کس نے لگایا تھا؟ مسلمان نے یا کافر نے؟ میں نے عرض کیا: مسلمان نے۔ فرمایا: "مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اور اس سے انسان، جانور یا پرندہ کچھ کھالیتا ہے، تو وہ اللہ کے نزدیک صدقہ قرار پاتا ہے"۔

آیئے! اس ارشاد کو حرز جان بنا کر اس محفل سے رخصت ہوں۔

اطلاع

احباب نوٹ کرلیں کہ ماہنامہ ترجمان القرآن کے انتظامی دفاتر 5 نومبر 1994 سے اچھرہ منتقل کیے جا رہے ہیں۔ ایجنٹ اور خریدار حضرات آیندہ تمام خطوط، آرڈر، رقوم درج ذیل پتہ پر بھیجیں۔

مینجر، ماہنامہ ترجمان القرآن۔ ۵۔ اے ذیلدار پارک۔ اچھرہ۔ لاہور۔

ٹیلیفون نمبر : 7587916 (سرکولیشن)
7585590 (انتظامیہ)